

# اختلاف عَلَى مَعَاوِیَّةَ

تصنیف لطیف

شیخ الاسلام مولانا عبدالقادر بدایونی

ترجمہ

علامہ شاہ حسین گردیزی

ناشر

جَمْعِیَّتُ اِشَاعَتِ اَہْلِ سُنَّتِ

نور مسجد کاغذی بازار، میٹھادر کراچی - 74000

فون: 2439799

مفت سلسلہ اشاعت \_\_\_\_\_ ماہ اگست ۲۰۰۶ء  
 نام کتاب \_\_\_\_\_ اختلاف علی و معاویہ (رضی اللہ عنہما)  
 مصنف \_\_\_\_\_ مولانا عبدالقادر بدایونی  
 مترجم \_\_\_\_\_ مولانا شاہ حسین گردیزی  
 ناشر \_\_\_\_\_ جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

## پیش لفظ

یہ اوراق مسلک حق اہل سنت و الجماعت کے آئینہ دار ہیں تحریر حضرت شیخ الاسلام عبدالقادر بدایونی کی ہے۔ مقصود صرف حضور سید المرسلین خاتم النبیین محبوب رب العالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے دو تخلص جاثاران کی بارگاہ میں ہدیہ عقیدت و محبت پیش کرنا ہے۔ جو ائمہ کے امام، رہبر دین، مبلغ اسلام ناشر علوم و معارف اور ساری کائنات کیلئے روشنی کا مینار ہیں۔ اس کتاب کی اشاعت سے کسی کی دل آزاری مقصود نہیں اور نہ بحث و مباحثہ فقط ایسے حقائق اور دلائل و براہین سے عوام اہلسنت کو آگاہ کرنا ہے جن کے متعلق منی پر وہ پیگنڈہ کے ذریعے نہیں گمراہ کرنے کی عرصہ دراز سے سازش کی جاتی رہی ہے۔

نبی کا ہر صحابی صاحب عظمت اور جہاں بھر کے مسلمانوں سے ممتاز ہے قرآن پاک نے ان میں سے ہر اک کو تمغہ رضاء عطا فرما کر اعلان کر دیا ﴿رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ﴾ حضور کریم ﷺ نے انہیں دونوں جہاں میں صاحب تاج فرمایا: اُکْرِمُوا اَصْحَابِیْ فَاِنَّہُمْ خِیَارُ کُمْ ”صحابہ کی عزت کرو کہ وہ تم میں سے بہترین ہیں“

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اتباع کا حکم ارشاد فرمایا: اَصْحَابِیْ کَمَا التُّخُوْمُ فَاِذَا بَیْتُمُ اَفْتَدِیْتُمُ اِهْدِیْتُمُ ”میرے تمام صحابہ ستاروں کی مثل ہیں تم جس کی بھی اتباع کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔ اہلسنت کا مذہبی و ملی فرض ہے کہ وہ حق کی آواز گھر گھر پہنچائے اور حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے حوالے سے جو غلط فہمیاں پیدا کی گئی ہیں۔ اس سے عوام کو روشناس کرائیں اس منفرد و مفید مقالہ کو ضیاء اکسپریس، کراچی نے دوسری بار ۱۹۸۶ء میں شائع کیا تھا اب جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان اسے اپنے سلسلہ مفت اشاعت کی ۱۳۸ ویں اشاعت کے طور پر شائع کر رہی ہے اللہ تعالیٰ شرف قبولیت عطا فرمائے۔ فقط..... محمد عرفان الضیائی

## انتساب

میں اپنی اس کوشش کو والد گرامی  
 مولانا سید مقبول شاہ گردیزی کے نام معنون  
 کرتا ہوں۔

شاہ حسین گردیزی



## شیخ الاسلام حضرت مولانا شاہ عبدالقادر بدایونی قدس سرہ

حضرت مولانا شاہ فضل رسول بدایونی علیہ الرحمہ کا اسم گرامی برصغیر پاک و ہند میں محتاج تعارف نہیں۔ آپ کا شمار ان بزرگوں میں ہوتا ہے جنہوں نے ہندوستان میں سب سے پہلے فقہ دہلیت سے تفریق کی۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا شاہ عبدالقادر بدایونی آپ ہی کے فرزند اجداد ہیں آپ ۱۲۵۲ھ میں مشہور مردم خیز شہر بدایوں میں پیدا ہوئے ہیں۔ جد امجد حضرت مولانا شاہ عبدالحمید بدایونی نے بسم اللہ شروع کر لی۔ مولانا نور احمد عثمانی بدایونی اور مولانا فضل حق خیر آبادی سے تحصیل علم کی۔ علامہ خیر آبادی آپ کے بڑے مداح تھے فرماتے۔

صاحب قوت قدیر ہر زمانہ میں ظاہر نہیں ہوتے۔ وقتاً بعد وقت اور عمر بعد عمر پیدا ہوتے ہیں۔ اگر اس زمانہ میں کسی کا وجود مانا جائے تو یہ ہیں اور فرماتے۔ ان کے ذہن کی جودت و سلامت ابوالفضل و فیضی کے اذان کی جودت

کلمات کر دیتی ہے۔

حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی کے تلامذہ میں مولانا فیض الحسن سہارنپوری۔ مولانا ہدایت اللہ خاں رامپوری، مولانا عبدالحق خیر آبادی اور مولانا عبدالقادر بدایونی وغیرہ اربعہ سمجھے جاتے تھے لیکن مولانا عبدالحق خیر آبادی فرماتے تھے کہ اول الذکر تین تلامذہ کسی خاص فن میں یکساں تھے روزگار میں مگر مولانا عبدالقادر بدایونی تمام فنون میں یکساں روزگار ہیں۔ آپ نے تکمیل علوم کے بعد اپنے والد مولانا فضل رسول بدایونی سے سند حدیث حاصل کی اور جب پہلی مرتبہ حرمین شریفین گئے تو حضرت شیخ جمال عمر کی سے بھی سند حدیث حاصل کی۔ آپ کو اپنے والد سے اجازت بیعت تھی۔ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں کو آپ سے بڑی عقیدت و محبت تھی۔ ایک قصیدہ میں آپ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

## فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	مولانا شاہ عبدالقادر بدایونی	۵	۱۵	دعائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم	۲۳
۲	سبب تالیف	۷	۱۶	دونوں گروہوں کے اسلام	۲۴
۳	استفتاء	۸		بر حدیث گواہ ہے	
۴	الجواب محاربین کے	۸	۱۷	اختلاف صحابہ	۲۵
	تین گروہ		۱۸	کیا حضرت معاویہ باقی تھے	۲۶
۵	صحابہ پر لفظ باغی کا اطلاق	۹	۱۹	منشاء اختلاف	۲۸
۶	آئمہ دین کے اقوال	۱۰	۲۰	امام غزالی کا نقطہ نظر	۳۰
۷	خلافت کا ذکر احادیث میں	۱۳	۲۱	ایک شبہ کا ازالہ	۳۱
۸	صحابہ کی تقسیم و تنقسم	۱۳	۲۲	خطا اجتہادی	۳۲
			۲۳	مولانا جامی پر اعتراض	۳۳
۹	دونوں گروہ مسلمان تھے	۲۰	۲۴	امام شعبی پر اعتراض کا جواب	۳۵
۱۰	حضرت حن کی دستبرداری	۲۰	۲۵	حضرت معاویہ پر تنقید خیر آبادی	۳۶
	کی اصل وجہ			کا کام ہے۔	
۱۱	صحابہ کا مرتبہ	۲۱	۲۶	مشاجرت صحابہ میں سکوت	۲۷
۱۲	قطیعت و طہیت میں فرق	۲۱		کا حکم	
۱۳	خلافت میں اختلاف کے	۲۲	۲۷	لعنت یزید	۲۸
	وقت خلیفہ کون تھا		۲۸	آخر کار غزالی	۲۸
۱۴	خلافت حضرت معاویہ	۲۳			





کا نام تصحیح العقیدہ فی باب امیر الملوکیہ رکھتا ہوں اور ناظرین سے امید رکھتا ہوں کہ وہ دعائے خیر میں یاد رکھیں گے اور غلطی و خطا سے دگر فرمایا جائے۔

وما توفیقہ الا باللہ العلیٰ العظیم

### استفتاء

سوال :- جمہور محققین اہلسنت و جماعت کے مذہب مختار میں محاربین عہد خلافت جناب مرتضوی پر علی الاطلاق حکم کفر صحیح ہے یا نہیں۔

حضرت طلحہ حضرت زبیر حضرت معاویہ اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعظیم و تکریم کرنی یعنی لفظ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کے لئے لازم ہے یا طعن و تحقیر سے یاد کرنا اور کوئی شخص ان حضرات کی تحقیر سے اہلسنت سے خارج ہوتا ہے یا نہیں؟  
الجواب محاربین کے تین گروہ | جمہور محققین اہلسنت کے مذہب مختار میں

جیسے کہ عقائد اہل سنت اور اصول کی کتب معتمدہ سے ثابت ہے خاتم الخلفاء الراشدین حضرت امیر المومنین (علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے محاربین کے تین گروہ تھے جو کہ اس فتنے میں شامل تھے۔ ان میں سے کسی گروہ کو بھی کافر نہیں کہا جاسکتا۔ بہر حال ان تین گروہوں میں فرق یہ ہے کہ جنگ جمل کے محاربین کے سربراہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے جو کہ عشرہ مبشرہ سے ہیں اور حضور علیہ السلام کی زوجہ محبوبہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ ان کی غرض جلال و قتال نہ تھی بلکہ مسلمانوں کے حال کی اصلاح پیش نظر تھی لیکن اچانک جنگ چھڑ گئی۔ ان تینوں حضرات کا رجوع معتمد روایات سے ثابت ہے باوجود اس کے کہ خطائے اجتہاد کی ایک ثواب کی مستوجب ہے پھر بھی ان حضرات نے رجوع کیا تو اب جب ان حضرات نے رجوع کر لیا تو ان پر لفظ باغی کا اطلاق حقیقتاً درست نہیں ہے۔ جنگ متعین کے محاربین کے سربراہ حضرت معاویہ اور عمرو بن عاص یہ یہ

دونوں حضرات بھی صحابہ کرام میں سے ہیں۔ یہ بھی اشتباہ میں پڑے اور اپنی غلطی سے بار بار قتل و قتال پر امر کرتے رہے۔ اس گروہ نے بھی خطا اجتہاد کی وجہ سے کی لیکن ان کی خطا واجب الانکار ہے۔

ان حضرات پر لفظ باغی کے اطلاق کے صحابہ پر لفظ باغی کا اطلاق

یارے میں اختلاف ہے صحیح قول یہی ہے کہ ان حضرات پر لفظ باغی کا اطلاق درست ہے لیکن جمہور اہلسنت کے مذہب میں ان کی تعظیم و تکریم شرف صحابیت کی وجہ سے ضروری و لازمی ہے اس لئے کہ شرعاً وہ بغاوت و خطا جو عمداً واقع نہ ہوئی ہو فتنہ و عصیان کو مستلزم نہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی مَن فُتِنَ اَوْ غُطِّفَ اَوْ اَلْتَشَانُ (میری امت سے خطا و نسیان کو اٹھا لیا گیا ہے) اس پر شاہد ہے اور صحابہ کرام کی خطائیں معاف ہیں کیونکہ یہ حضرات نہ تو معصوم ہیں اور نہ ہی معذور بلکہ عند اللہ ماحجور ہیں۔ اس خطا کی وجہ سے ان کی شان میں بے ادبی کرنا اور ان کی تعظیم و تکریم سے رکنا اہلسنت سے خارج ہونا ہے اور مذہب اہلسنت میں یہ ہے کہ حضرت امیر (علی) فرماتے ہیں کہ اخواننا بغوا علینا (ہمارے بھائیوں نے ہم پر بغاوت کی) اس سے زیادہ طعن جناب مرتضوی پر طعن ہے۔ اس مسئلے کی تفصیل احیاء العلوم۔ یواقیت۔ شرح فقہ اکبر۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ مجمع البحار صواعق محرقة اور شفا قاضی عیاض میں دیکھنی چاہئے۔

صفحہ ۲۰ کا حاشیہ ۱۔ لہ۔ امام عسقلانی تقریب التہذیب جو کہ اسماء الرجال میں معجز کتاب ہے فرماتے ہیں عمرو بن عاص ابن وائل مشہور صحابی ہیں صلح حدیبیہ والے سال مسلمان ہوئے۔ دوبارہ مکر کے حاکم بنائے گئے آپ ہی نے مفرج کیا اور وہیں انتقال فرمایا ۱۲۰ھ

اور وہ جو متاخرین شیعہ و سنی کی بعض کتب مناکہ میں آئے ہیں ان کی بنیاد تاریخی واقعات اور مبہم و مجمل الفاظ ہیں جنہیں تسلیم و تنزل کے طور پر سلف کے تصریحات عقائد کے خلاف لکھا گیا ہے اور ان پر اعتقاد کا مدار نہیں ہے۔ جمہور محققین حضرات صوفیہ محدثین فقہاء اور متکلمین کا مذہب مختار یہی ہے اور اس کا انکار کھلی گمراہی ہے۔

### ائمہ دین کے اقوال

یہاں پر بعض ائمہ دین کے اقوال اختصار سے آئمہ دین کے اقوال اساتذہ نقل کئے جاتے ہیں۔ امام عسقلانی تقریب التہذیب میں حضرت معاویہ پر کلام کرتے ہوئے حضرت ابوسفیان کے بارے میں فرماتے ہیں ابوسفیان بن صخر بن حرب بن امیہ ابن عبد الشمس بن عبد مناف الاموی ابوسفیان مشہور صحابی ہیں فتح مکہ والے سال مسلمان ہوئے ۳۲ھ میں انتقال فرمایا۔ علامہ زرقانی شرح مواہب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کامیوں کے ذیل میں حضرت ابوسفیان کے متعلق فرماتے ہیں۔ اَسْلَمَ فِي الْفَتْحِ وَكَانَ مِنَ الْمُؤَلَّفَةِ ثَمَّةً حَسَنَةً اِسْلَامُهُ (فتح مکہ والے سال مسلمان ہوئے پہلے مولفۃ القلوب سے تھے پھر ان کا اسلام حسن ہو گیا) حضرت معاویہ اور حضرت عبداللہ ابن عباس نے آپ سے احادیث رسول روایت کی ہیں اور اسی میں ہے معاویہ بن ابی سفیان بن صخر بن حرب بن امیہ الاموی ابو عبد الرحمن الخلیفہ صحابی تھے فتح مکہ والے سال مسلمان ہوئے۔ کاتب دجی بھی رہے ۳۲ھ ماہ رجب میں انتقال فرمایا۔ تقریباً استی سال عمر محقق امام بخاری نے اپنی صحیح میں لکھا کہ حضرت ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ حضرت معاویہ نے عشاء کی نماز کے بعد ایک رکعت وتر پڑھی آپ کے پاس مولیٰ ابن عباس بھی موجود تھے جب حضرت ابن عباس تشریف لائے تو انہوں نے یہ بات آپ سے بیان کی اس پر حضرت ابن عباس نے فرمایا دَعَا دَعَاكَ فَاصْبِرْ

رَسُولُكَ اللَّهُ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ (انہیں چھوڑ بیٹے کہ یہ رسول کے صحابی ہیں) ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا اِنَّهُ فَقِيهٌ الْحَدِيثِ (یہ حدیث کی سمجھ رکھنے والے ہیں) تو اب صحیح بخاری کی روایت سے حضرت عبداللہ ابن عباس کے ارشاد کے مطابق آپ کا صحابی و فقیہ ہونا اور آپ پر اعتراض سے رکنا ثابت ہو گیا۔ حجتہ الاسلام امام محمد غزالی قدس سرہ جو علماء ظاہر و باطن کے امام ہیں اپنی کتاب احیاء العلوم میں جو کہ فن تصوف میں اپنی نظیر نہیں رکھتی فرماتے ہیں کہ تمام مشائخ کرام کا مقبول و مسلم فرمان اور اہلسنت کا عقیدہ یہ ہے کہ تمام صحابہ کو پاک سمجھنا اور ان کی ایسی تعریف و توصیف کرنی جیسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی ہے اور مَا جُلِيَ بَيْنَهُ مُعَاوِيَةُ وَعَلِيٌّ كَانَتْ مَبْنًى عَلَى الْاِخْتِلَافِ (جو کچھ حضرت معاویہ اور حضرت علی کے درمیان ہوا وہ اجتہاد پر مبنی تھا)

امام شعرانی السیاقیت و المجاہد فی بیان عقائد الاکابر (جس میں انہوں نے مشائخ کرام کے عقائد حضرت شیخ اکبر کے کلام سے خصوصاً اور دیگر اکابر طریقت کے اقوال سے عموماً جمع کئے ہیں) میں فرماتے ہیں اکتالیسویں بحث مشاہیر صحابہ میں خاموشی کے واجب ہونے کے بیان میں اس بات کا اعتقاد رکھنا بھی واجب ہے کہ وہ عند اللہ ماجد ہیں اور باتفاق اہلسنت تمام صحابہ عادل و منصف ہیں جو ان فتنوں میں شریک ہوئے یا کاندہ کش رہے اور ان کے تمام جھگڑوں کو اجتہاد پر محمول کیا جائے ورنہ ان کے بارے میں بُرے گمان کا حساب لیا جائے گا اس لئے کہ ان امور کا منشا ان حضرات پر عیب جوئی کرتا ہے اور یہ بات بھی ہے کہ ہر مجتہد مصیب ایک اجر پائے گا اور غلطی معتذر و ماحور ہوگا۔

ابن التمار فرماتے ہیں اس سے مراد اتہام کے بعد عصمت کا ثبوت نہیں



بلکہ اس سے مراد ان کے اثبات عدالت اور تقویٰ و پرہیزگاری کی بحث کے متعلق ہیں پڑے بغیر اپنے دین کے سلسلے میں ان کی روایات کو قبول کرنا ہے اگر کوئی ایسی چیز ہمارے علم میں آئے جس سے صحابہ کی عدالت پر عیب لگ رہا ہو تو ہمیں چاہئے کہ ہم ان کی صحبت رسول کو یاد کریں اور بعض اہل سیر نے جو لکھا ہے اس کی طرف توجہ نہ کی جائے اس لئے کہ ان کی روایات درست نہیں ہوتی اور اگر درست بھی ہوتی تو ان کی صحیح تاویل ہو سکتی ہے۔

یہ مقام غور ہے کیونکہ پورے دین و مذہب پر کیسے طعن و تشنیع کی جا سکتی ہے ہمیں رسول اللہ سے جو کچھ بھی ملا ان کے واسطے اور ذریعے سے ملا تو جس نے صحابہ کرام پر طعن و تشنیع کی گویا کہ اس نے پورے دین پر طعن و تشنیع کی صرف حضرت معاویہ اور حضرت عمرو بن عاص کے بارے میں نہیں بلکہ تمام صحابہ کرام کے بارے میں زبان طعن و تشنیع دراز نہ کی جائے اور صحابہ کرام کی اہل بیت پر جو کچھ بعض روافض سے منقول ہے اس کی طرف قطعاً توجہ نہ کی جائے کیونکہ ان حضرات کا یہ جھگڑا بڑا قریق ہے اور یہ بھی ہے کہ یہ جھگڑا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد اور صحابہ کے مابین ہے اس لئے اس کا فیصلہ آپ ہی پر چھوڑ دیا جائے۔ علامہ کمال ابن ابی شریف فرماتے ہیں حضرت علی اور حضرت معاویہ کے مابین اختلاف کا مقصد حکومت و امارت کا استحقاق نہیں تھا بلکہ اختلاف منازعت کا سبب قتل عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصاص کا تھا حضرت علی قصاص میں تاخیر کو زیادہ مناسب سمجھتے تھے اور ان کا خیال تھا کہ جلدی سے حکومت میں اضطراب و انتشار پڑے گا اور حضرت معاویہ قصاص میں تعجیل زیادہ مناسب سمجھتے تھے۔ دونوں مجتہدین علی اللہ ماجور و مثاب ہیں۔ ان دونوں بزرگوں کا منشاء اختلاف یہی تھا شیخ عبدالقادر جیلانی غنیۃ الطالبین میں خلافت علیؑ کے بیان میں لکھتے ہیں کہ امام احمد حنبل نے

حضرت علیؑ حضرت زبیرؓ حضرت طلحہؓ حضرت معاویہؓ اور حضرت عائشہؓ کے مابین جھگڑوں و نفرتوں اور دشمنی سے کف لسان کی تفصیل فرمائی ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو ان باتوں سے قیامت کے دن پاک فرمادے گا جیسے کہ اس کا ارشاد گرامی ہے۔ وَنَزَعْنَا مَا فِی صُدُورِہُمْ مِّنْ عَمَلِہُمْ اِنْہُمْ اَوْفَاۤءُ عَلٰی سِدْرٍ مِّنْقَابِہِیْنَ۔ (اور جو کچھ ان کے دلوں میں کینہ ہو گا اسے ہم دور کر دیں گے۔ بھائی بھائی کی طرح آمنے سامنے تختوں پر رہیں گے) اس جنگ میں حضرت علیؑ حق پر تھے کیونکہ ان کی خلافت و امامت پر صحابہ کرام میں اہل حل و عقد اتفاق فرما چکے تھے اس کے بعد جس نے ان کی بیعت کا قلابہ اپنی گردن سے اتار دیا وہ باغی اور امام پر خروج کرنے والا تھا۔ اس صورت میں اس کا قتل جائز تھا اور جنہوں نے حضرت معاویہؓ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کی طرف سے جنگ کی وہ ضلیقہ برحق حضرت عثمانؓ ابن عفانؓ جنہیں ظلماً قتل کیا گیا کا قصاص طلب کر رہے تھے جبکہ قاتل حضرت علیؑ کے لشکر میں تھے۔ اکثر لوگ اس کی مخالفت تاویل کرتے ہیں لیکن ہمارے نزدیک سکوت سب سے بہتر ہے ان حضرات کی روحیں اللہ رب العزت کے پاس ہیں وہ احکم الحاکمین اور بہتر فیصلہ کرتے والا ہے۔

ہمارا کام عیوب سے نفس کی اور گناہوں سے دل کی تطہیر اور موبقات امور سے اپنے ظاہر کو پاک کرنا ہے۔ بہر حال حضرت معاویہؓ ابن ابی سفیانؓ کی خلافت حضرت علیؑ کی وفات حضرت حسنؓ کی خلافت سے دستبرداری اور حضرت معاویہؓ کو سونپ دینے کے بعد ثابت و درست ہے حضرت حسنؓ غور و فکر کے بعد مصلحت عامہ کو پیش نظر رکھتے۔ نئے خلافت حضرت معاویہؓ کو سپرد کر کے مسلمانوں کو خون ریز سے بچا کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی پر پورے اتر آئے کیونکہ آپ کا فرمان تھا اِنَّہٗ سَیَدُ الْعِلْمِ وَالْحَقِّ اللہ یصلح بہ بین دشمنین و یصلح بین اعدائہم

یہ بیٹا سردار ہے۔ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرائے گا۔ حضرت حسنؑ کے بعد حضرت معاویہ کی امامت واجب ہو گئی اور اس اتحاد و اتفاق والے سال کو عَامُ الْاِجْمَاعِ (اجتماع کا سال) کہا جانے لگا۔ اس لئے کہ تمام لوگوں نے اختلاف ختم کر کے حضرت معاویہؓ کے ساتھ پر بیعت کر لی اور اس کے علاوہ کوئی اختلاف تھا بھی نہیں۔

**خلافت کا ذکر احادیث میں**۔ خلافت کا ذکر احادیث مبارکہ میں بھی آتا ہے آپؐ فرماتے ہیں تَذَكُّرُ رَحَى الْوَسْلَامِ خَمْسًا وَثَلَاثِينَ سَنَةً اُذْ سَيِّئَتْ ثَلَاثُونَ اَوْ سَبْعًا وَثَلَاثِينَ (اسلام کی مچکی ۳۵ یا ۳۶ سال کو پھری گئی) یہاں پر مچکی سے مراد دین میں قوت ہے اور تیس سے پانچ سال اور اس کے ۱۹ سال حضرت معاویہ کے دور خلافت میں شامل ہیں کیونکہ تیس سال تک حضرت علیؑ کی خلافت رہی۔

**صحابہ کی تعظیم و تکریم** | الطاہرین میں فرماتے ہیں:-

اَفَقُّ اَبْلَ السَّنَةِ عَلَى وَجْهِ الْكَلْبَةِ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ وَالْاَسَاكِ عَنْ مَسَاوِيهِمْ وَاقْطَعُوا فَعْلَهُمْ وَتَسْلِيمِ اَمْرِهِمْ اِلَى اللّٰهِ غَوِ جَلَّ عَلَى مَا كَانَتْ۔

(اہل سنت اس پر متفق ہیں کہ صحابہ کرام کے آپس کے اختلافات اور ان کی برابری سے خاموشی اختیار کرنی ضروری ہے اور ان کے فضائل صحابہ کا اظہار کرنا اور ان کے تمام معاملات جیسے بھی تھے اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا) حضرت علیؑ حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ اور حضرت عائشہؓ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اختلاف کے بارے میں پہلے بیان ہو چکا ہے اور ہر صاحب فضل کو

اس نے حصہ عطا فرمایا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں آتا ہے۔  
وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِأُولَآئِكَ  
الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ۔

(ترجمہ) اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے یہ دعا کرتے ہیں۔ اے ہمارے رب ہم کو بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ ہوئے دے۔ اے ہمارے رب تو توڑا شیون ہے بڑا مہربان ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُنْسَلُونَ  
عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ۔

(ترجمہ) یہ ایک جماعت جو گزر چکی۔ ان کا کیا ان کے آگے آئے گا اور تمہارا کیا تمہارے آگے آئے گا اور جو کچھ وہ کرتے رہے ان کی پوجہ کچھ تم سے نہ ہوگی۔

اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں:-

اِذَا ذَكَرَ اصْحَابِي فَاَسْكُوا۔

(ترجمہ) جب میرے صحابہ کا ذکر ہو تو اپنی زبانوں کو قابو میں رکھو۔ اور ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:-

وَاَيَاكُمْ وَمَا شَجَرَ بَيْنَ اصْحَابِي فَلَوْ اَفْعَقَ اَحَدُكُمْ مِثْلَ اَحَدِ زُهَيْبٍ

(میرے صحابہ کے آپس کے اختلاف کے بارے میں خاموش رہو تم میں اگر کوئی احد پہاڑ جتنا۔



ما بلغ مداحدهم ولا نصفه۔

(سونا خرچ کرویں تو ان جیسا ثواب نہیں پاسکتے بلکہ اس کا نصف ثواب بھی حاصل نہیں کر سکتے)

چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں۔

لَا تَسْبُوْا اَصْحَابِيْ فَمَنْ سَبَّهُمْ فَكُلَّيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ

میرے صحابہ کو دشنام نہ دو جس نے میرے صحابہ کو دشنام دیں اس پر اللہ کی لعنت ہے۔

اور حضرت انس بن مالک سے جو حدیث شریف مروی ہے کہ آپ فرماتے ہیں  
طَوْلِيْ لِمَنْ يُّؤَيِّنُ مِنْ اَيِّ مَنْ يُّؤَيِّنُ۔

اس آدمی کے لئے خوشخبری ہے جس نے مجھے دیکھا اور اس شخص کو دیکھا جس نے مجھے دیکھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اَخْتَارَنِيْ وَ اَخْتَارَنِيْ اَصْحَابِيْ فَجَعَلَهُمُ الصَّاهِي

وَجَعَلَهُمُ اَصْحَابِيْ وَاِنَّهُ يَخْتَرُ اَخْرَ الزَّمَانِ قَوْمٌ يَقْصِرُوْهُمْ

اَلَا فَلَاقُوا كَلُوْهُمْ اَلَا فَلَاقُوا بُوْهُمْ اَلَا فَلَاقُوا لَحُوْهُمْ اَلَا

فَلَاقُوا مَعَهُمْ وَلَا تَصْلُوا عَلَيْهِمْ عَلَيْهِمْ حَلَّتِ اللَّعْنَةُ۔

بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند کیا اور میرے لئے میرے صحابہ کو پسند کیا

میرا مددگار اور شہ دار بنایا عنقریب آخری زمانہ میں ایک قوم آئے گی جو ان حضرات

پر تنقید کرے گی خبردار ان کے ساتھ نہ کہانا خبردار ان کے ساتھ نہ پینا خبردار

ان کے ساتھ نکاح نہ کرنا خبردار ان کے ساتھ نماز نہ پڑھنا اور نہ ان پر جنازہ پڑھنا

ان پر لعنت کرنا بھی جائز ہے۔

حضرت جابر سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ہر

لَا يَدْخُلُ النَّارَ اَحَدٌ مِّنْ بَالِغٍ تَحْتَ الشَّجَرَةِ

(جن لوگوں نے درخت تلے بیعت کی ہے ان میں سے کوئی ایک بھی جہنم میں

نہیں جائے گا)۔

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قول ہے کہ

اطْلِعَ اللّٰهُ عَلَى اَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اَعْلَمُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غُفِرَتْ لَكُمْ

اللہ تعالیٰ اہل بدر پر متوجہ ہوا اور فرمایا میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے جو

چاہو کرو)۔

حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

اَلَمَّا اَصْحَابِيْ مَقَلُّ الْجُوْمِ فَاَيُّهُمْ اَخَذَتْهُمْ اَخَذَتْ يَتَهُمْ

(بے شک میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں آپ جس کے قول پر عمل کریں گے

ہدایت پائیں گے)

حضرت ابن بربکہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

مَنْ مَّاتَ مِنْ اَصْحَابِيْ بَا تَرَضٍ جَعَلَتْ شَقِيْعًا لَا اَهْلَ تِلْكَ الْاَرْضِ

(میرا جو صحابی جس علاقے میں انتقال کرے گا وہاں کے لوگوں کا شفیق ہوگا)

حضرت سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں جس نے اصحاب رسول کے اہانت میں

ایک کلمہ بھی کہا وہ اہل ہوا میں شامل ہے۔ عالمہ قاضی عیاض شفا میں فرماتے ہیں

کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم و تکریم میں یہ بات بھی داخل ہے کہ آپ کے

صحابہ کی تعظیم کی جائے ان کے ساتھ نیکی کی جائے ان کے حقوق کو پہچانا جائے اسی

طرح ان کی قدردانی عمدہ الفاظ میں تعریف و توصیف کرنی اور ان کے آپس کے

اختلافات سے کف سنا کر ان کے دشمنوں سے دشمن کرنا مورخین کے اقوال

بیعت حدیبیہ کی طرف اشارہ ہے مترجم

گمراہ شیعوں اور بدعتیوں کی بے سرو پا روایتوں سے اعتراض کرنا اور ان کے آپس کے جھگڑوں اور اختلاف کو ابھی تاویلات پر محمول کرنا اور وہ ان تمام باتوں کے اہل بھی ہیں۔ اسی طرح انہیں برائی سے یاد نہ کرے بلکہ ان کے حسنات اور فضائل بیان کرے اس کے علاوہ تمام باتوں سے خاموشی اختیار کرے جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب میرے صحابہ کا ذکر ہو تو زربالنوں کو قابو میں رکھا کرو اور اسی مقام میں ہے کہ ایک آدمی نے حضرت معاذ بن عمر بن عبد الغزیز کے سامنے حضرت معاویہ کے بارے میں کچھ بری بات کی تو وہ غصے میں آگئے اور فرمایا کہ رسول اللہ کے صحابہ کو کسی پر قیاس نہ کیا جائے حضرت معاویہ صحابی ہیں رسول اللہ کے رشتہ دار ہیں کاتب رسول ہیں اور وحی کے امین ہیں۔ امام نووی شرح مسلم کتاب الزکوٰۃ میں حدیث یکون فی امتی فرقتان یخرج منہ بینہما مائتہ ینی قتلہما اولیہما بالحق کے تحت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؓ پر ظاہر فرمادیا تھا کہ وہ حق پر ہیں اور حضرت معاویہؓ کے گروہ نے ان سے بغاوت کی ہوئی ہے اور اسی میں یہ تفریح بھی ہے کہ دونوں گروہ مومن ہیں اور اس جدال قتال سے ایمان سے بھی خارج نہیں ہوئے اور فاسق بھی نہیں ہوئے یہی ہمارا اور ہمارے اصحاب کا مذہب ہے اور امام نووی شرح مسلم کتاب الفتن میں فرماتے ہیں جانا چاہئے کہ وہ خون ریزی جو صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے مابین واقع ہوئی ہے وہ اس وعید میں داخل نہیں ہے اور اہل السنۃ والحق کا مذہب یہ کہتا ہے کہ ان کے ساتھ حسن ظن رکھو۔ ان کے آپس کے اختلافات سے خاموشی اختیار کرو اور ان کے قتال و جدال کی تاویل یہ ہے کہ وہ مجتہد اور تاویل کرنے والے تھے۔ انہوں نے یہ اختلاف معصیت اور دنیا کی ہوا و حرص کے لئے نہیں کیا بلکہ ان دونوں گروہوں میں ہر ایک یہ اعتقاد رکھتا تھا کہ وہ حق پر ہے اور اس کا

مخالف غلطی پر ہے۔ اس صورت میں قتال واجب تھا تا کہ اللہ تعالیٰ دونوں گروہوں میں فیصلہ فرمادے چنانچہ اس اجتہاد میں بعض مصیب اور بعض معطل تھے لیکن معذور فی الخطا تھے اس لئے کہ مجتہد سے جب خطا ہو جائے تو اسے مجرم نہیں ٹھہرایا جاتا ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ ان جنگوں اور لڑائیوں میں حضرت علیؓ کا اجتہاد مصیب اور درست تھا۔ اہل سنت کا مذہب بھی یہی ہے۔ اسی طرح امام نووی شرح مسلم میں حدیث قال لعمامہ تغتلبک فئۃ البیاضیہ (اے عمار تجھے باغی گروہ قتل کرے گا) کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ علماء کرام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حضرت علیؓ کی اصابت اور حق پر ہونے اور دوسرے گروہ کے باغی ہونے پر واضح دلیل ہے چونکہ دوسرا گروہ بھی مجتہد تھا اس لئے وہ ماخوذ اور معتبوب نہیں ہے جیسا کہ ہم نے اس سے پہلے کئی مقامات پر وضاحت کی ہے۔ علامہ زرقانی تو قیر صحابہ اور جہاں مؤرخین کی منقولہ مطاعنہ روایات سے عدم التفات کی وضاحت کے بعد فرماتے ہیں کہ ان حضرات کے مابین جو منازعات اور محاربات تھے ان کے محامل اور تاویلات ہیں اور وہ یہ ہے کہ ہر ایک نے اپنے اجتہاد کے تقاضے کو پورا کیا۔ اگرچہ اس میں غلطی بھی ہوئی جیسا کہ حضرت معاویہؓ نے حضرت علیؓ کے ساتھ کیا حالانکہ باتفاق اہل حق حضرت علیؓ پر تھے لیکن حضرت معاویہؓ اپنی غلطی کے باوجود عند اللہ ماجور ہیں۔ اور علامہ زرقانی شرح مواہب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خصائص کے بیان میں فرماتے ہیں تمام صحابہ تعزیل الہی اور تعزیل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ عادل ہیں جس کا ثبوت ظواہر کتاب اور سنت سے ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے محمد الرسول اللہ والذین معہ الایہ۔ علامہ ابن الانباری نے اس طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ دوسرے راویوں کی طرح انکی شہادت اور روایت میں کسی کو بحث نہیں کرنی چاہئے کیونکہ یہ خیر الامت ہیں اور جن حضرات



سے چوری اور زنا ایسی غلط سرزد ہوئی ہے اسے اقتضاً بشری پر محمول کیا جائے گا اور جس عمل سے دوسروں کو فاسق کہا جاتا ہے انہیں نہیں کہا جاسکتا جیسا کہ علامہ جلال الدین علی نے شرح جمع الجوامع میں لکھا ہے کہ ایسے افراد کی شہادت قبول کی جائے گی ہاں یہ فرض ہے کہ اگر ان میں سے کسی سے گناہ کبیرہ سرزد ہوا تو اس پر حد لگے گی۔

علامہ زر قانی نے حضرت حسن اور حضرت دونوں گروہ مسلمان تھے معاویہ کے مابین صلح والی حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ اس فتنے میں شامل دونوں گروہوں میں کوئی ایک مسلمان بھی نہ قتل ہوا اور نہ فعلاً اسلام سے خارج ہوا۔ مگر ایک گروہ مصیب اور دوسرا مخطی تھا اور دونوں ہی اجر و ثواب کے مستحق ہیں۔

حضرت حسن کی دستبرداری کی اصل وجہ علامہ قسطلانی شرح بخاری باب علامة النبوة میں حدیث وَكَلَّ اللَّهُ يُسْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِتْنَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ کے ذیل میں فرماتے ہیں طائفتین سے مراد حضرت معاویہ بن ابی سفیان کا گروہ اور حضرت حسن بن علی کا گروہ ہیں جنہوں نے ان کے ہاتھ پر مرنے کی بیعت کی ہوئی تھی۔ ایسے لوگوں کی تعداد چالیس ہزار تھی۔ خلافت کے سب لوگوں سے زیادہ حقلہ حضرت حسن بن علی تھے لیکن ان کے ورع و تقویٰ اور رغبت مع اللہ نے انہیں دنیاوی حکومت سے دور رکھا۔ آپ کی طرف سے صلح کی پیش کش کمزوری اور قلت لشکر کی وجہ سے نہیں تھی۔ قولہ من المسلمین اس بات کی دلیل ہے کہ اس فتنے میں شامل دونوں گروہوں میں سے کوئی ایک بھی قتل یا فعلاً اسلام سے خارج نہیں ہوا۔ دونوں گروہوں میں سے ایک مصیب اور دوسرا مخطی ہے لیکن عند اللہ دونوں ملجوم و مثاب ہیں۔

حضرت معاویہ کے لئے دعا علامہ ملا علی قاری مرقاة مشکوٰۃ جلد ثانی

باب مناقب صحابہ میں حدیث عن النبی صلی اللہ علیہ انا قال لعمراہ یہ اللہم اجعلہ عادیاً و مہدیاً بہ و اھد بہ کے ضمن میں فرماتے ہیں لَا اِشْتِيَابَ اَنْ دُعَا الْيَوْمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَحْبَابٌ فَمَنْ كَانَ هَذَا خَالَهُ كَيْفَ يُؤْتَابُ فِي حَقِّهِ (بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ستحاب ہے تو جس کی ایسی حالت ہے اس کے بارے میں کیسے شک کیا جاسکتا ہے)

ملا علی قاری مرقاة جلد ثانی میں دوسروں پر صحابہ کرام صحابی کا مرتبہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی حضرت ابن مبارک سے حضرت معاویہ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز کے بارے میں سوال کرتا کہ ان میں سے کون افضل ہے تو آپ فرماتے حضور علیہ السلام کے ساتھ جاتے ہوئے حضرت معاویہ کے گھوڑے کے ناک میں جو غبار داخل ہوا وہ عمر بن عبدالعزیز سے بہتر ہے۔

قطریت اور ظنیت میں فرق ہے بعد المذاہب میں ہے کہ اہلسنت و جماعت کا تہذیب صحابہ کے وجوب پر ان کی اچھی باتوں کے ذکر اور ناپسندیدہ باتوں سے خاموشی پر اجماع ہے اس لئے آیات و احادیث ان کے فضائل و مناقب میں وارد ہیں ان حضرات کے بارے میں طعن و تشنیع سے رکنا واجب ہے وہ آیات کریمہ اور احادیث مبارکہ جو تمام صحابہ کی فضیلت میں تھیں لکھنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اگر باب سیر نے حضرت معاویہ حضرت عمرو بن عاص اور حضرت مغیرہ بن شعبہ کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اس سے صرف نظر کرنی چاہئے اور ان کی باتوں پر توجہ نہیں دینی چاہئے اس لئے کہ ان کی صحبت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم قطعی ہے اور اگر باب سیر کے اقوال ظنی ہیں اور جو چیز ظن سے منقول ہو وہ قطعی سے مزاحم نہیں ہو سکتی۔ اس کے علاوہ حضور علیہ السلام کا

ارشاد ہے جب میرے صحابہ کا ذکر ہو تو اپنی زبانوں کو قابو میں رکھا کرو اور جو آدمی بھی ان حضرات کے بارے میں کوئی بات سنے تو اس پر واجب ہے کہ وہ اس میں غور کرے صرف کتاب میں دیکھنے سے ان کی طرف نسبت نہ کرے غور و خوض کے بعد جب ایک چیز ثابت ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کی اچھی تاویل کرے اور اسے درست معارج پر محمول کرے کیونکہ ان کے تمام اختلافات کی تمام دلیلیں ہو سکتی ہیں۔

**خلافت میں اختلاف کس وقت خلیفہ کون تھا** | اسی طرح ائمہ دین کے اقوال نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ حضرت معاویہ حضرت علی کے دور میں خلیفہ نہیں تھے بلکہ حضرت علی کی وفات اور حضرت حسن کے امر خلافت ان کے سپرد کرنے کے بعد وہ خلیفہ برحق اور امام صدق مقرر ہوئے حضرت حسن کا خلافت سے دستبردار ہونا اضطراری نہیں بلکہ اختیاری تھا۔ ان پر عیب جوئی اور طعنہ زنی سے باز رہنا چاہئے اور دشنام طرازی سے احتراز کرنا چاہئے ان پر طعنہ زن خود مطعون ہے بلکہ وہ اپنے نفس اور دین پر طعنہ زنی کر رہا ہے۔

علامہ ابن حجر مکی صواعق محرقة فرماتے ہیں کہ یہ بات اہلسنت و جماعت کے اعتقاد میں شامل ہے کہ حضرت علی اور حضرت معاویہ کے مابین جو لڑائیاں ہوئی ہیں اس پر اجماع ہے کہ وہ استحقاق خلافت میں نہ تھے اور جو فتنے برپا ہوئے ان کا سبب بھی یہ نہ تھا بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت معاویہ حضرت عثمان کے چچا زاد بھائی ہونے کی حیثیت سے حضرت علی سے قاتلین عثمان کو مانگتے تھے حضرت علی انہیں سپرد کرنے سے یہ گمان کرتے ہوئے احتراز کر رہے تھے کہ ان کی فوری سپردگی سے اکثر قبائل میں اضطراب پھیلے گا اور نظام حکومت تہ و بالا ہو کر رہ جائیگا۔

علامہ ابن حجر اسی صواعق محرقة کے ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ اہلسنت کے اعتقاد میں یہ بات بھی داخل ہے کہ حضرت علی کی موجودگی میں حضرت معاویہ خلیفہ

نہ تھے البتہ انہیں اپنے اجتہاد کا ایک اجر ضرور ملے گا اور حضرت علی کو ایک اجر صرف اجتہاد پر اور دوسرا اجتہاد کے درست ہونے پر ملے گا بلکہ دس اجر ملیں گے۔

**خلافت حضرت معاویہ** | اسی صواعق محرقة میں صحیح بخاری کی حدیث انے النبی هذا سید لعلہ اللہ یصلح بینہ فتنین عظیمین من المسلمین) جو کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت میں ہے (کے تحت لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے مابین صلح کا ذکر فرمایا اور یہ دلیل ہے حضرت حسن کے صلح کی درست ہونے کی۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس سے صلح کے بارے میں حضرت حسن کا اختیار بھی ثابت ہو رہا ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ اس سے حضرت معاویہ کی خلافت کا صحیح ہونا بھی ثابت ہوا۔ ہم عنقریب اس قضیہ خلافت کا جو اس صلح پر مترتب ہوتا ہے وضاحت سے ذکر کریں گے۔

حق بات تو یہ ہے کہ اس صلح کے بعد حضرت معاویہ کی خلافت ثابت ہو گئی اور وہ اس کے بعد خلیفہ برحق اور امام صدق قرار پائے۔

**دعا رسول** | ترمذی شریف میں ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن ابی عمیرہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اللہم اجعلہ ہادیامہدیا۔ اور امام احمد اپنی مسند میں لکھتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمن بن ساریہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا۔ اللہم علم معاویۃ الکتاب والحساب۔

**تشریح** | پہلی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ آپ کے لئے یہ دعا فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہادی مہدی بنائے۔ یہ حدیث حسن ہے اور اسے حضرت معاویہ کی فضیلت میں پیش کیا جاسکتا ہے۔ حضرت علی اور آپ کے درمیان جو جنگیں ہوئی ہیں۔ ان میں آپ پر انگشت نمائی نہیں کی جاسکتی کیونکہ وہ جنگیں اجتہاد پر



مبنی تھیں اور اگر مجہد غلطی کرے تو اس کا عذر معقول ہونے کی وجہ سے اس کی ملامت اور مذمت نہیں کی جائے گی۔ اسی غلطی کی وجہ سے تو وہ ایک اصبر کا مستحق ہو رہا ہے۔

دوسری حدیث میں بھی رسول اللہ آپ کے لئے دعا فرما رہے ہیں اور دعا رسول یقیناً مستجاب و مقبول ہے۔ چنانچہ اس سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ جو کچھ حضرت معاویہؓ نے اس سلسلے میں کیا ہے اس پر انہیں اجر ملے گا۔

**دونوں گزروں کے اسلام پر حدیث گواہ ہے** | حدیث مذکورہ میں قسطنطین عظمین مسلمان کا لفظ ہے جو ان کے اسلام کی بقا پر دلالت کر رہا ہے دونوں گروہ علیہ السلام میں برابر ہیں کسی کی تفسیق و تنقیص درست نہیں۔ اگرچہ حضرت معاویہ کا گروہ باغی تھا لیکن اس کی تفسیق نہیں کی جائے گی۔ علامہ ابن حجر مکی صواعق مخرقہ میں فرماتے ہیں بہر حال جو بدعتی لوگ کہتے ہیں کہ مَنْ سَبَّهٗ وَ لَعَنَهُ فَلَهُ فِيْهِ اُتُوۡۤا حَسْبُ نَعْمَ نے ان حضرات کو گالی دی اور ان پر لعنت بھیجی ان کے لئے طریقہ ہے (یعنی حضرات شیخین اور حضرت عثمان کا طریقہ ہے ان کے اس قول کا کوئی اعتبار نہیں کیونکہ ایسی باتیں اکثر جہل لوگ کرتے ہیں ایسے لوگوں پر اللہ کی لعنت ہو اور ذلیل و رسوا ہو۔ اہلسنت کے واضح دلائل و براہین کی تلواریں ایسے لوگوں کے سروں پر لٹک رہی ہیں۔

**خون بہا میں تاخیر کا سبب** | علامہ ابن ہمام مسائرہ میں فرماتے ہیں حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کی جنگ منازعت اور جھگڑے پر نہیں اجتہاد پر مبنی تھی حضرت علیؓ کا خیال تھا کہ قاتلین عثمان بڑے قبیلے والے ہیں اور فوج میں شامل ہو گئے ہیں اب اگر کوئی فوری کارروائی سامنے آتی ہے تو اس سے نظام خلافت درہم برہم ہو جائے گا۔ اس لئے تاخیر

زیادہ مناسب ہے یہاں تک کہ ان پر مکمل کنٹرول نہ ہو جائے کیونکہ اشتر نخعی سے یہ بات منقول ہے کہ جنگ جمل کے دن حضرت علیؓ نے آواز دی کہ قاتلین عثمان ہم سے علیحدہ ہو جائیں تو ان لوگوں نے آپ پر بھی غرور اور قتل کی تدبیر مروجہ شروع کر دی۔

**اختلاف صحابہ** | شرح عقائد الغنی میں حضرت علیؓ کے بیان میں ہے کہ ان میں جو جنگیں اور مخالفتیں ہوئی وہ استحقاق خلافت میں نہیں تھی بلکہ خطا اجتہادی تھی علامہ خیالی اس کے حاشیہ میں فرماتے ہیں حضرت معاویہؓ اور ان کے گروہ نے حضرت علیؓ سے اس اعتراف کے باوجود کہ وہ اہل زمانہ سے افضل اور امامت کے زیادہ حقدار ہیں قاتلین عثمان سے قصاص نہ لینے کے شبہ میں بغاوت کر دی۔ ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں لا قد کسر العصا بة الذبح (صحابہ کا ذکر خیر ہی کرو) اگر ان میں کسی کی کچھ ایسی باتیں ہیں جو بظاہر نظر آتی ہیں تو وہ یا اجتہاد کے قبیل سے ہیں یا ایسی ہیں جن سے انکشاف فساد و عناد نہیں بلکہ ان حضرات سے حسن ظن کی بنا پر خیر پر محمول کرنا چاہئے۔ کیونکہ حضور علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے خیر القرون قرنی اور اذا ذکر اصحابی فامسکوا۔ اسی جہور علماء کا قول ہے کہ تمام صحابہ کرام قتل عثمان اور اختلاف علی و معاویہ کے پہلے اور بعد عادل ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے جسے داری نے روایت کیا ہے کہ اصحابی کا النجوم باہم اقتدیتہ اقتدیتہ علامہ ابن دقیق العید اپنا عقیدہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مشاجرات صحابہ میں دو قسم کی روایتیں منقول ہیں ایک باطل اور جھوٹ۔ یہ تو قابل اعتناء ہی نہیں۔ اور دوسری صحیح روایتیں۔ ان کی اچھی اور مناسب تاویل کرنی چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ پہلے ان کی تعریف و توصیف فرما چکا ہے اور بعد میں جو باتیں ان سے منسوب یا منقول ہیں وہ قابل تاویل ہیں اس لئے کہ عشق و معلوم کو مشکوک و مہموم چھڑنا

نہیں کر سکتی۔ ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں۔ صما کی ایک جماعت جس نے حضرت علی کی طرف سے مدافعت کی اور ان کی معیت میں جبل و صفین میں شریک ہوئے۔ اس چیز سے حضرت علی کا خلیفہ نہ ہونا ثابت نہیں ہوتا اور نہ ہی مخالفین کی گمراہی ثابت ہوتی ہے کیونکہ مسئلہ خلافت حقیقت میں اختلافی و نزاعی تھا ہی نہیں بلکہ اختلاف قاتلان عثمان سے جلد یا بدیر بدلہ لینے میں تھا اس میں بھی اختلاف اجتہادی تھا کیونکہ ان حضرات گرامی میں کوئی بھی فاسق و گمراہ نہ تھا اسی قول پر تمام علماء کا اعتماد ہے اسی شرح فقہ اکبر میں ہے کہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر مجتہد تھے اور ان سے خطا اجتہادی واقع ہوئی ہے کیونکہ ظاہری دلائل سے قتل عمد پر قصاص واجب ہے۔ اس لئے کہ امام المسلمین کا خون فساد پھیلانے کے لئے بہایا گیا صحیح سے تاویل فاسد کو ملایا گیا اور مواخذہ میں توقف علم ضمنی ہے جس پر حضرت علی کو دسترس حاصل تھی کیونکہ رسول اللہ نے آپ سے فرمایا تھا اِنَّكَ تَقَاتِلُ عَلَى الشَّادِئِ كَمَا تَقَاتِلُ عَلَى النَّزِيلِ (آپ سے تاویل پر جنگ کی جائے گی جیسا کہ تنزیل پر لگ گئی ہے) چنانچہ بعد میں دونوں صحابی اپنے کئے پر نادم تھے اور حضرت عائشہ بھی بچھتاں تھیں اور اتنا روتیں کہ دوپٹہ تر ہو جاتا حضرت معاویہ کی خطا اجتہادی تھی اور انہوں نے اس پر اصرار بھی نہیں کیا کہ انہیں فاسق کہا جائے۔

**کیا حضرت معاویہ باغی تھے** اہلسنت و جماعت نے انہیں باغی کہنے میں اختلاف کیا بعض نے اس سے روکا لیکن دوسرے اگر وہ رسول اللہ کی وہ حدیث پیش کرتا ہے جس میں آپ نے عماد ابن یاسر سے فرمایا تھا۔ تَقَاتِلْ فِئَةَ الْبَاغِيَةِ۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی تکمیل الایمان میں فرماتے ہیں۔ ہم صحابہ کا مرن ذکر خیر ہی کرتے ہیں اور اہلسنت و

جماعت کا طریقہ بھی یہی ہے کہ صحابہ کا ذکر خیر ہی کیا جائے ان پر لعن و طعن و تشنیع اور اعتراض و انکار نہ کیا جائے اور ان سے سزا دہنی نہ کی جائے کیونکہ ان حضرات نے رسول اللہ کی صحبت پائی ہے اور ان کے فضائل و مناقب آیات و احادیث میں بجزرت موجود ہیں اور فرمایا بعض کی آپس میں مشاجرات و محاربات اور اہلبیت رسول کے حقوق میں کوتاہی منقول ہے اس میں اول تو تحقیق و تفتیش کی جائے اگر ایسی کوئی چیز ثابت بھی ہو تو اسے گفتہ ناگفتہ اور شنیدہ ناشنیدہ کر دیا جائے کیونکہ ان حضرات کی صحبت مع النبی یقینی ہے اور روایات اطمینانی چنانچہ ظن یقین کا معارض نہیں اسی لئے ظن سے یقین متروک نہیں ہوتا۔

چنانچہ سرحد دار السلام پر آباد حضرات میں حضرت معاویہ۔ حضرت عمر بن عاص اور مغیرہ بن شعبہ وغیرہ ہم کی کچھ باتیں ایسی ہیں جو حد تو ترک کو پہنچی ہوئی ہیں جن سے باطن میں کدورت اور دل میں وحشت پیدا ہوتی ہے لیکن جو لوگ مشائخ اہلسنت و جماعت کے تابع ہیں اپنی زبانوں کو بند رکھتے ہیں اور ان حضرات کے بارے میں کوئی نازیبا کلمہ زبان پر نہیں لاتے۔ آثار میں ہے کہ جنگ صفین میں حضرت معاویہ کے لشکر سے ایک گرفتار شدہ آدمی حضرت علی کی خدمت میں حاضر کیا گیا حاضرین میں سے ایک آدمی کو اس پر رحم آ گیا اور کہنے لگا کہ سبحان اللہ میں تو انہیں بہت اچھا مسلمان سمجھتا تھا افسوس کہ آخر ان کی یہ حالت ہو گئی۔ تو حضرت علیؑ نے فرمایا کیا کہہ رہے ہو۔ وہ اب بھی مسلمان ہیں۔

حضرات صحابہ کرام پر لعن و طعن اور دشنام طرازی اگر دلیل قطعی کے مخالف ہے تو کفر ہے جیسے حضرت عائشہ پر تہمت لگائی جائے۔ معاذ اللہ من ذلک۔ ان کی طہارت دامن نصوص قرآنیہ سے ثابت ہے اور اگر دلیل قطعی سے ثابت نہ ہو تو بدعت و فسق ہے۔



**منشأ اختلاف** شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ تمکیل الایمان میں فرماتے ہیں شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت علیؓ (حق تعالیٰ نے کی بنا پر) خود بخود خلیفہ متعین ہو گئے کیونکہ مجلس شوریٰ میں حضرت عثمانؓ کے بعد آپ کی خلافت پر اتفاق ہو چکا تھا آپ اہل حل و عقد کے اجماع سے خلیفہ برحق اور امام مطلق ہوئے اور مخالفین کی نظر سے جو نزاع آپ کے دور خلافت میں ہوا استحقاق خلافت اور حق امامت میں نہیں تھا بلکہ اس بغاوت و خروج کا منشأ اجتہاد میں خطا تھی کہ حضرت معاویہ اور حضرت عائشہ قاتلین عثمان کو فوری سزا دینے کے حق میں تھے اور حضرت علیؓ اور دوسرے صحابہ تاخیر کے حق میں تھے۔

علامہ جمال الدین محدث روضۃ الاحباب فی سیر النبی وآلہ والاصحاب میں فرماتے ہیں واضح ہو کہ بعض صحابہ کرام کی آپس میں مخالفت و مخالفت کے نزدیک نفسانیت پر نہیں بلکہ اجتہاد پر محمول ہے۔ اس سلسلہ (مخالفت و مخالفت) کی تمام روایات تاویلات اور محامل صحیحہ کے قابل ہیں۔ اگرچہ ان میں بعض روایات ایسی بھی ہیں جن کی کوئی مناسب تاویل نہیں کی جاسکتی لیکن میں کہتا ہوں اول تو یہ باتیں بطریق اخبار منقول ہیں۔ دوم یہ کہ ان کے راوی اکثر ضعیف اور کذاب ہیں دونوں صورتوں میں آیات قرآنی اور احادیث مشہورہ کے مقابل میں نہیں آ سکتی اس صورت حال کے پیش نظر مناسب یہی ہے کہ ان اخبار و روایات کی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام پر طعن و تشنیع نہیں کرنی چاہئے۔ کیونکہ ان حضرات پر طعن و تشنیع آخرت میں نقصان اور خسارہ کا سبب ہے اور اس طریقہ پر چھوٹوں کی خبروں سے کتاب و سنت کا ابطال بھی لازم نہیں آئے گا اس سلسلہ میں جو وغیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں ان کا خیال رکھنا

چاہئے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے۔

علامہ ابو الفضل تورپشقی المعتمد فی المنتقد میں توقیر صحابہ کرام کے بیان میں فرماتے ہیں کہ تمام مسلمانوں کے لئے لازمی ہے کہ صحابہ کرام کو بنظر تعظیم دیکھیں اور کسی حال میں بھی ان نفوس قدسیہ کے سلسلہ میں زبان درازی نہ کریں کیونکہ رسول اللہ نے اسی فتنہ سے امت کو آگاہ کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ اللہ اللہ فی اصحابی لا یتخذوہم بعدی غرضاً فوالذی نفسی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بیدہ لو انفق احدکم مثل احد ذهباً ما ادرك احدہم ولا نصفہ (میرے صحابہ کے بارے میں اللہ رب العزت سے ڈرو اور انہیں اعتراضات کا نشانہ نہ بناؤ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضے میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے کہ اگر تم احاد پہلاؤ جتنا سونا خرچ کرو تو بھی اس اجر و ثواب کو نہیں پاؤ گے اور نہ اس کا آدھا جو میرے صحابہ کو حاصل ہے شیطان تعصب اور نفس پرستی سے لوگوں کے دلوں میں یہ بات ڈالتا رہتا ہے کہ صحابہ کرام کی آپس میں مخالفت دین کی وجہ سے ہے رسول اللہ کے بعد ان کی سیرت میں تغیر آگیا تھا آپس میں جنگ کی خونریزی کی مسلمانوں کو فتنے میں مبتلا کیا۔

اس کے متعلق پہلے یہ بات ذہن میں راسخ کر لینی چاہئے کہ وہ بہر کیف آدمی تھے۔ فرشتے بھی نہ تھے اور منصب نبوت پر بھی فائز نہ تھے کہ گناہوں سے معصوم ہوتے ان سے خطا تو ہو سکتی ہے لیکن رسول اللہ کے شرف محبت و مجلس کی وجہ سے اس پر اصرار ممکن نہیں جب کبھی ایسا موقع آیا تو حق بات کی وضاحت کے بعد غور و تحقیق کی طرف مائل ہو گئے اس بارے میں اہل حق کا مذہب بھی یہ ہے کہ بندہ صرف گناہ کرنے سے کافر نہیں ہوتا (اس کی دلیل عنقریب آئے گی) اور اگر کافر نہیں ہوتا تو لازمًا مومن ہوگا۔ تو مومن فاسق کو بھی سب و شتم کرنا جائز نہیں چہ جائیکہ صحابہ کرام کی ہرالی کی

جائے جن کی اللہ تعالیٰ نے تعریف کی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی عزت و حرمت کی وصیت فرمائی ہے اور ان کی عیب جوئی پر سرزنش کی ہے اور فرمایا میرے صحابہ سے کچھ نامناسب چیزوں کا صدور ہو گا لیکن آپ لوگ ان پر نکتہ چینی نہ کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ میرے سبب ان کی اس قسم کی باتوں سے درگزر فرمائے گا (اس مسئلہ میں احادیث کثیرہ موجود ہیں)

**امام غزالی کا نقطہ نظر** | امام غزالی علیہ الرحمہ کیمائے سعادت میں اعتقاد کے بیان میں فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے تمام

رسولوں کے آخر میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مخلوق کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا اور مقام نبوت میں وہ کمال عطا فرمایا جس سے زیادتی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا اور خاتم الانبیاء بنا کر بھیجا جس کے بعد کوئی نبی و رسول

نہیں آسکتا۔ تمام جن و انس کو آپ کی اطاعت و متابعت کا حکم دیا گیا اور تمام نبیوں کا سردار بنایا گیا اور دوسرے انبیاء کرام کے صحابہ سے بہتر صحابہ عطا فرمائے گئے۔

**عمر بن عبد العزیز کا خواب** | اور امام غزالی علیہ الرحمہ کیمائے سعادت کے احوال سردماں کے بیان میں لکھتے

ہیں کہ عمر بن عبد العزیز نے فرمایا کہ میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں دیکھا کہ حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما آپ کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں میں اس محفل میں حاضر ہی ہوا تھا کہ حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما دونوں آئے اور ایک مکان میں چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد حضرت عقی باہر آئے اور فرمایا قضیٰ فی ذی ذیہ النکبۃ (واللہ میرا حق ثابت ہو گیا) پھر حضرت معاویہ باہر آئے اور فرمایا غُفِرَ لی ذی ذیہ النکبۃ (ب کعبہ کی

قسم مجھے معاون کر دیا گیا)

حضرت معاویہ بغاوت میں خطا پر ہونے کے باوجود معذور بلکہ جمہور اہلسنت کے نزدیک خطا اجتہادی کی وجہ سے ماحور و مشاب ہیں۔ اس باب میں مؤرخین کی حکایتیں اور قصے بے سرو پائیں اگر ان چیزوں کو تسلیم بھی کر لیں تو بھی حضور علیہ السلام کی شرف محفل اور وعدہ کے مطابق صحابہ کرام خطاؤں سے پاک اور مغفور ہیں۔

## ایک شبہ کا ازالہ

اگر کوئی یہ کہے کہ تحفہ اثنا عشریہ (تصنیف شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ) میں مافضیوں اور اہلسنت کے سلسلہ میں سوال و جواب میں مذکور ہے۔ سوال۔ کہ جب آپ انہیں (حضرت معاویہ کو) باغی و متغلب سمجھتے ہیں تو ان پر لعنت کیوں نہیں کرتے؟

جواب۔ اہلسنت و جماعت کے نزدیک مرتکب کبیرہ پر لعنت جائز نہیں اور باغی مرتکب کبیرہ ہے اس لئے اس پر لعنت جائز نہیں اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ تحفہ اثنا عشریہ میں شاہ صاحب کا مخاطب فرقہ مخالف سے ہے اس لئے اسے مبنی پر تنزل سمجھا جائے گا ورنہ جمہور کی مخالفت کے ساتھ ساتھ اپنے والد ماجد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی کتاب ازالۃ الخفا کے مخالفت لازم آئے گی حالانکہ آپ تحفہ اثنا عشریہ میں اس کتاب کا حوالہ دے چکے ہیں مثلاً حضرت معاویہ مجتہد فاضل ہیں اور شبہ سے تمسک کی وجہ سے معذور ہیں۔ اس پر قصہ اہل جمل کی طرح میزان شرع میں نے بہت واضح دلیل دی ہے اور شیخ المصنف حضرت شیخ احمد سرہندی نے اپنے



مکتوبات میں جو قول نقل کیا ہے اس کے بھی مخالف ہے۔ مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ بزرگ ہیں اور ان کا ذکر عزت و احترام سے کرنا چاہئے خطیب حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان اللہ اختار منہ و اختار لہ اصحاب و اختار لہ منہم اصحاباً و انصاراً فمن حفظنی فیہم حفظہ اللہ ومن اذانی فیہم اذا اذ اللہ (بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند فرمایا اور میرے لئے صحابہ کو پسند کیا انہیں میرے لئے مددگار اور شریعت داری کے لئے پسند کیا جس نے ان کے بارے میں مجھے محفوظ رکھا اللہ تعالیٰ اسے محفوظ رکھے گا اور جس نے ان کے بارے میں مجھے اذیت و تکلیف دی اللہ تعالیٰ اسے اذیت و تکلیف دے گا۔)

اور طبرانی ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: من سب اصحابی فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین (جس نے میرے صحابہ کو برا کہا اس پر اللہ تعالیٰ ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہے) ابن عدی حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: انک اشرا من اُمّیۃ اُجْرُ اُھم علیٰ اُفحائی (میری امت کے شریر میرے صحابہ پر جرات کریں گے) ان حضرات کے اختلاف کو اچھی چیز پر محمول کرنا چاہئے اور ہوا و ہوس پر قیاس نہ کرنا چاہئے کیونکہ ان حضرات کے اختلاف اجتہاد اور تاویل پر مبنی ہیں اور جمہور اہلسنت و جماعت کا یہی مذہب ہے۔

**خطا اجتہادی** یہ بات پیش نظر رہے کہ حضرت علی سے مقابلہ و مقاتلہ کرنے والے خطا پر تھے اور حق حضرت علی کے ساتھ تھا چونکہ یہ خطا اجتہادی تھی اس لئے ان حضرات کو ملامت اور ان سے مواذہ نہیں کیا جاسکتا جیسا کہ شارح مواقف نے کہا ہے کہ اختلاف جبل اور صفین اجتہاد

پر مبنی تھا شیخ ابوشکر سلمی نے تمہید میں تصریح کی ہے کہ اہلسنت و جماعت اس پر متفق ہیں کہ حضرت معاویہ اور ان کے معاونین خطا پر تھے لیکن یہ خطا خطا اجتہادی تھی شیخ ابن حجر مکی صواعق موقرہ میں لکھتے ہیں کہ اہلسنت کے معتقدات میں یہ ہے کہ حضرت معاویہ کا حضرت علی سے اختلاف اجتہاد پر مبنی تھا اور جو شارح مواقف نے لکھا ہے کہ بہت سے صحابہ کا قول ہے کہ یہ اختلاف اجتہاد پر مبنی نہیں۔ اس قول میں کون سے صحابہ مراد ہیں (ان کی وضاحت نہیں ہے) اہلسنت کا قول گذشتہ اوراق میں آپ پڑھ چکے ہیں اور علماء امت کی کتابیں اس خطا کے خطا اجتہادی ہونے پر شاہد ہیں۔ امام غزالی اور قاضی ابوبکر کامیابی یہی قول ہے اسی وجہ سے حضرت علی سے لڑنے والوں کی تفصیل و تفسیق جائز نہیں۔ قاضی عیاض شفا میں فرماتے ہیں کہ جو شخص صحابہ رسول مثلاً حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت عثمان حضرت علی حضرت معاویہ اور حضرت عمر و ابن عاص میں سے کسی ایک پر سب و شتم کرے یا ان کی تفصیل و تکفیر کرے تو اسے قتل کر دیا جائے اور اگر ائمہ کرام پر سب و شتم کرے تو اسے سخت ترین سزا دی جائے۔ حضرت علی اور حضرت معاویہ کی طرف سے لڑنے والوں کی تکفیر جائز نہیں جیسا کہ خوارزمی نے کی اور اسی طرح ان کی تفسیق بھی جائز نہیں جیسا کہ بعض نے کہا ہے اور شارح مواقف نے کہا ہے کہ صحابہ نے ان حضرات کی طرف فسق کی نسبت کی ہے۔ یہ کیونکر ہو سکتا ہے جب کہ حضرت عائشہ حضرت طلحہ حضرت زبیر اور دیگر بے شمار صحابہ کرام اس میں شریک تھے بلکہ حضرت زبیر اور حضرت طلحہ جنگ جمل میں شہید ہوئے جب کہ حضرت معاویہ کا واقعہ جمل میں انہوں نے تین ہزار لشکر کے ساتھ خوزج کیا (اور معرکہ صفین برپا ہوا بہت بعد کے ہے۔)

ان حضرات کو فاسق کہنے کی جرأت وہی کر سکتا ہے جس کے دل میں مرض اور باطن میں خبیث ہو۔ حضرت معاویہ کے بارے میں بعض علمائے جو لفظ جس استعمال کیا ہے اور کہا ہے کان اماماً جائزاً اس سے مراد وہ جو رہیں جس کا معنی فسق و ضلالت ہے بلکہ اس سے مراد حضرت علیؑ کی موجودگی میں خلافت کا عدم تحقق ہے اور یہ قول مذہب اہلسنت کے مطابق ہے۔ اور باب استقامت خلافت مقصود الفاظ کے استعمال سے اجتناب کرتے ہیں اور خطا اجتہادی سے زیادہ کچھ نہیں کہتے۔ اس سے زیادہ الفاظ جائز بھی کہیے ہو سکتے ہیں کیونکہ امام ابن حجر عسقلانی مواعق محرقہ میں لکھتے ہیں۔ قد صح انہ کان اماماً عادلاً فی حقوق اللہ سبحانہ و فی حقوق المسلمین (بے شک وہ حقوق الہی اور حقوق مسلمین میں امام عادل تھے)

**مولانا جامی پر اعتراض** مولانا عبد الرحمن جامی علیہ الرحمہ اس خطا کو خطا منکر سمجھتے ہیں حقیقتاً یہ زیادتی ہے بلکہ خطا پر اضافہ زیادتی ہے اور اس کے بعد مولانا جامی کا یہ فرمانا کہ

اگر اوستحق لعنت است الخ

بالکل نامناسب ہے اس مقام میں نہ کوئی اشتباہ ہے اور نہ ہی یہ تردید کی جگہ ہے۔ اگر نیز یہ کے بارے میں لکھتے تو اس میں گنجائش تھی لیکن حضرت معاویہ کے بارے میں ایسا قول نامناسب ہے۔ ثقہ اسناد سے حدیث میں یہ روایت موجود ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت معاویہ کے بارے میں فرمایا ہ۔

اے مولانا جامی کی کتاب کا حوالہ نہیں دیا گیا۔ مترجم۔

اَللّٰهُمَّ عَلِّمْنِي الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالْحِسَابَ وَذِكْرَ النَّبِیِّ (اے اللہ انہیں (حضرت معاویہ) کتاب و حکمت اور حساب کا علم عطا فرما اور عذاب سے محفوظ رکھ)

ایک دوسری روایت میں آپؐ نے فرمایا۔  
اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِیًّا وَمُهْدِیًّا (اے اللہ انہیں ہدایت یافتہ اور ہدایت دینے والا بنا)

آپؐ کی دعا یقیناً مقبول و منظور بارگاہ خلد وندی ہے۔ اصل میں اس مقام میں مولانا جامی سے سہو و نسیان ہو گیا ہے اور وہی مولانا جامی نے حضرت معاویہ کا نام لینے کے بجائے ”ان صحابی دیگر“ (وہ دوسرے صحابی) کے الفاظ استعمال کئے۔ یہ بھی مولانا کی ناخوشی پر دلالت کر رہے ہیں۔ مَا بَنَّا لَكَ نَوَاحِشًا اِنْ تَسِيْنَا۔

**امام شعبی پر اعتراض کا جواب** حضرت امام شعبیؒ سے جو کچھ حضرت معاویہؓ کی مذمت میں منقول ہے اس کے بارے میں حق بات تو یہ ہے کہ انہوں نے حضرت معاویہؓ کی طرف فسق کی نسبت کبھی نہیں کی اور وہ حضرت معاویہؓ کو ہمیشہ اس سے بالا تر سمجھتے رہے۔

ہمارے امام حضرت ابو حنیفہؒ چونکہ امام شعبیؒ کے شاگرد ہیں اس لئے ہمارے لئے ضروری و لازمی تھا کہ ہم بر تقدیر صدق اس روایت کا ذکر کرتے۔ امام شعبیؒ کے معاصر حضرت امام مالکؒ جو تابعی اور اعلیٰ علماء مدینہ ہیں حضرت معاویہؓ اور

اے امام شعبیؒ کے اس قول کا ماخذ ذکر نہیں کیا گیا (مترجم)



حضرت عمرو بن عاص پر سب دشتم کرنے والے کو واجب القتل سمجھتے ہیں تھے اگر یہ حضرات ایسے ہوتے تو امام مالک کیسے ان پر سب دشتم کرنے والے کو واجب القتل سمجھتے اس سے معلوم ہوا کہ آپ اسے کبار میں شمار کرتے تھے ورنہ حکم قتل نہ لگاتے۔ حضرت امام مالک حضرت معاویہ کی برائی کو حضرت ابوبکر حضرت عمر اور حضرت عثمان کی برائی کی طرح تصور کرتے تھے چنانچہ حضرت معاویہ کسی مذمت و ملامت کے مستحق نہیں ہیں۔

**حضرت معاویہ پر تنقید زندیقوں کا کام ہے** اے برادر حضرت میں اکیلے نہیں بلکہ کم و بیش نصف صحابہ کرام آپ کے ساتھ شریک ہیں چنانچہ حضرت معاویہ کی معیت میں حضرت علی کے ساتھ جنگ کرنے والوں کو اگر کافر و فاسق کہا جائے تو دین متین کے اس حصے سے دستبردار ہونا پڑے گا جو ان حضرات کے ذریعہ ہم تک پہنچا ہے۔ اس کو صرف زندیق ہی جائز قرار دے سکتے ہیں۔ جن کا مقصد دین مبین کا ابطال ہوتا ہے۔

**مسبداً اختلاف** اے برادر۔ اس فتنہ کا منشا قاتلین عثمان سے تھا لیتا تھا سب سے پہلے مدینہ منورہ سے حضرت طلحہ اور حضرت زبیر میدان میں آئے اور حضرت عائشہ صدیقہ نے ان حضرات کی مخالفت و معاونت کی جنگ جمل (حضرت علی) اور ان حضرات کے مابین ہوئی اور تیرہ ہزار آدمی شہید ہوئے حضرت طلحہ اور حضرت زبیر جو کہ عشرہ مبشرہ میں سے تھے اسی جنگ میں شہید ہوئے اس جنگ کا سبب قاتلین عثمان سے قصاص میں تاخیر کرنا تھا اس کے بعد حضرت معاویہ بھی اس گروہ میں شامل ہو گئے اور

معرکہ صفین برپا ہوا۔

حضرت امام غزالی نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ یہ اختلاف حق خلافت میں نہیں تھا بلکہ حضرت علی سے مطالبہ قصاص تھا۔ امام ابن حجر مکی نے بھی اس قول کو اہلسنت کے معتقدات میں شمار کیا ہے۔ اکابر حنفیہ حضرت شیخ ابوشامہ بسامی مندرجہ بالا قول سے اختلاف کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

حضرت معاویہ کا حضرت علی سے اختلاف مسئلہ خلافت میں تھا کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت معاویہ سے فرمایا تھا۔ اِذَا مَلَكَتِ النَّاسُ فَانْفِقْ بِهٖ (جب تو لوگوں پر حاکم ہو جائے تو نرمی سے پیش آنا) حضرت معاویہ میں اسی وقت خلافت کی امید پیدا ہو گئی تھی لیکن اس اجتہاد میں خطا وار تھے اور حضرت علی حق پر تھے کیونکہ ان کی خلافت کا وقت حضرت علی کے بعد تھا۔ ان دونوں اقوال میں تطابق و توافق اس طرح ہو گا کہ ابتدا میں منشاء اختلاف تاخیر قصاص تھا۔ بعد ازیں خلافت کی امید پیدا ہوئی (اور خلافت کے حصول میں جنگ ہونے لگی) بہر صورت یہ اجتہادی مسئلہ تھا اگر خطا وار ہیں تو ایک درجہ ثواب اور اگر حق پر ہیں تو دو درجے ثواب بلکہ دس درجے ثواب ملے گا۔

**مشاجرات صحابہ میں سکوت کا حکم** اے برادر۔ اس سلسلے میں سب سے اچھی چیز یہی ہے کہ مشاجرات صحابہ میں سکوت اختیار کیا جائے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے آپس کے اختلاف میں پڑنے سے منع فرمایا ہے۔ حدیث میں ہے کہ اَيُّكُمْ وَمَا شَجَّ بَيْنَهُ اَصْحَابِي (میرے صحابہ کے آپس کے اختلاف میں خاموش رہو) اور فرمایا اِذَا ذَكَرَ اَصْحَابِي فَاَسْكُوا (جب میرے صحابہ

کا ذکر ہو تو زبان قابو میں رکھو) اللہ اللہ فی اصحابی اللہ اللہ فی اصحابی لا  
تتخذوہم غرضاً (میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو میرے صحابہ  
کے بارے میں اللہ سے ڈرو انہیں اعتراض کا نشانہ نہ بناؤ) امام شافعی علیہ الرحمہ  
فرماتے ہیں اور یہی بات حضرت عمر بن عبدالعزیز سے منقول ہے کہ تِلْكَ دُرٌّ شَا  
ظَهَرَ اللَّهُ عَنْهَا إِيْدِيَتَا فُلَيْطٍ هَوَّ عَنْهَا أَلَسْتَنَّا (اس خون سے اللہ تعالیٰ نے  
ہمارے ہاتھوں کو محفوظ رکھا اور مناسب ہے کہ ہم ابنی زبائیں اس سے بچائے رکھیں)  
اس عبارت سے یہ مفہوم ہو رہا ہے کہ ہمیں ان کی خطا کو زبان پر نہیں  
لانا چاہئے اور ان کا ذکر ہمیشہ اچھائی سے کرنا چاہئے۔

**لعنت نیرید** البتہ نیرید فاسقوں کے گروہ میں شامل ہے اس پر لعنت  
میں توقف اور سکوت اس لئے ہے کہ اہلسنت وجماعت  
کے ہاں یہ قاعدہ ہے کہ شخص معین اگرچہ کافر ہی کیوں نہ ہو اس پر لعنت جائز  
نہیں الایہ کہ اس کے خاتمہ بالکفر کا یقین ہو جیسا کہ ابولہب اور اس کی بیوی ہیں  
اہلسنت کے سکوت کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ وہ مستحق لعنت نہیں بلکہ اس کا  
ملعون ہونا آیت کریمہ ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ الخ  
سے ثابت ہے۔

**آخری گذارش** اس دور میں اکثر لوگوں نے خلافت و امامت میں  
بحث شروع کی ہوئی ہے اور صحابہ کرام علیہم السلام  
کی مخالفت کو اپنا نصب العین بنایا ہوا ہے جہلاً مؤرخین اور مُردگان اہل بیت  
کی تقلید میں صحابہ کرام کو نازیبا الفاظ سے یاد کرتے ہیں اور ان نفوس قدسیہ  
کی طرف نا مناسب باتیں منسوب کرتے ہیں۔

چنانچہ میں نے عوام کی ضرورت اور خیر خواہی کے پیش نظر اپنے علم کی مطابق

جو کچھ جانتا تھا سہر و قمر اس کر کے دوستوں اور عزیزوں کو ار سال کیا کیونکہ  
حضور علیہ الصلوٰۃ والتیم نے فرمایا۔ اذ اظهرتے الفتنۃ او قال البدع و  
سبتے اصحابی فلیظہر العالم علمہ فمن لم یفعل ذالک فعلیہ  
لعنة الله والملائكة والناس اجمعین لا یقبل الله صر فاد لا عد لا  
(جب فتنے ظاہر ہو یا بدعت کا رواج ہونے لگے اور میرے صحابہ پر دشنام طرازی  
ہونے لگے پس عالم کو چاہئے کہ اپنے علم کو ظاہر کرے ورنہ اس پر اللہ تعالیٰ فتنوں  
اور تمام انسانوں کی لعنت سے نہ ان کے نوافل اور نہ فرض قبول کئے جائیں گے)  
چنانچہ اہلسنت وجماعت کے معتقدات کو مدار اعتقاد بنانا چاہئے اور زید عمرو  
کی باتوں پر کان نہیں دھرنے چاہئے۔ من گھڑت افسانوں کو مدار اعتقاد بنانا  
اپنے آپ کو ضائع کرنا ہے صرف گروہ ناجیہ کی تقلید ضروری ہے جس پر نجات  
کا مدار ہے۔ اس کے علاوہ امید نجات کہیں بھی وابستہ نہیں کی جاسکتی والسلام  
علیکم وعلی سائر من اتبع المدی والتزم متابعت المصطفیٰ علیہ  
آلہ الصلوٰۃ والسلام۔ سرورست اپنے آئمہ کرام کی کتابوں کے حوالوں سے  
(یہ مختصر رسالہ) پیش کر رہا ہوں اگرچہ اس سے علاوہ دوسری عبارتیں بھی ہیں  
لیکن ہم نے اپنے آئمہ کرام کی عبارات کو کافی سمجھتے ہوئے دوسری عبارات کا  
تذکرہ نہیں کیا۔

یہ پوری بحث جنگ جبل صفین کے شرکاء کے بارے میں ہے جن کے  
سربراہ حضرات صحابہ کرام تھے لیکن جنگ نہروان کے شرکاء جو کہ محققین کے قول  
کے مطابق نہ صحابہ کرام تھے اور نہ وہ مجتہد تھے یا ایں ہمہ حضرت علیؑ کے لشکر سے  
علیحدہ ہونے اور خواہ مخواہ آپ کی تکفیر کی ایسے لوگ فاسق ہیں البتہ ان کے کفر  
میں اختلاف ہے تاہم عدم تکفیر کا قول رائج ہے صحیح روایات کے مطابق خود



حضرت علی نے ان کی تکفیر سے انکار کیا ہے چنانچہ امام قسطلانی نے ارشاد  
السادی شرح بخاری امام نووی نے شرح صحیح مسلم ملا علی قاری نے مرقاة شرح  
مشکوٰۃ امام ابن ہمام نے فتح القدیر میں اور دوسرے علماء نے اپنی اپنی کتابوں  
میں اس بات کی تحقیق کی ہے ہم نے بخوف طوالت ان کتابوں کی عبارتیں نقل  
نہیں کی ہیں۔ مزید تحقیق کے طالب ان کتابوں کی طرف رجوع کریں۔

والسلام

محبت الرسول عبدالقادر ابن مولانا فضل رسول قادری بدایونی کان اللہ  
الجواب صحیح صحیح الجواب مجیب نے جو کچھ لکھا مقرون بالصواب ہے۔

(۱) نور احمد (۲) محمد سراج الحق عفی عنہ (۳) محمد فیح الدین قادری

جاء الحق ونهق الباطل ان الباطل كان زهوقا۔

(۴) العبد المہین محمد جمیل الدین احمد قادری

اصاب المجیب الجواب صحیح

(۵) محب احمد (۶) محمد فضل المجید القادری۔

# پیغام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی

رحمۃ اللہ  
علیہ

پیارے بھائیو! تم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھولی بھائی  
بھیڑیں ہو۔ بھیڑیے تمہارے چاروں طرف ہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں  
بہکاویں، تمہیں فتنہ میں ڈال دیں، تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں،  
ان سے بچو اور دور بھاگو۔

دیوبندی ہوئے، رافضی ہوئے، نیچری ہوئے، قادیانی  
ہوئے، چٹراوڑی ہوئے، غرض کتنے ہی فتنے ہوئے۔ ان سب سے نئے  
گانڈھوی ہوئے۔ جنہوں نے ان سب کو اپنے اندر لے لیا۔ یہ سب  
بھیڑیے ہیں۔ یہ سب تمہارے ایمان کی ناک میں ہیں، ان سب کے  
حملوں سے اپنا ایمان بچاؤ۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم، رب العزت جل جلالہ کے نور  
ہیں۔ حضور سے صحابہ روشن ہوئے، ان سے تابعین روشن ہوئے، تابعین  
سے تبع تابعین روشن ہوئے، ان سے ائمہ مجتہدین روشن ہوئے، ان سے ہم  
روشن ہوئے۔ اب ہم تم سے کہتے ہیں یہ نور ہم سے لے لو، ہمیں اس کی  
ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو، وہ نور یہ ہے کہ اللہ و رسول کی سچی محبت  
ان کی تعظیم اور ان کے دوستوں کی خدمت اور ان کی تکریم، ان کے دشمنوں  
سے سچی عداوت، جس سے خدا اور رسول کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤں پھر وہ  
تمہارا کیسا پیارا کیوں نہ ہو فوراً ہی اس سے جدا ہو جاؤ۔ جس کو بارگاہ  
ریالت میں ذرا بھی گستاخ، کچھ پھر و تمہارا کیسا ہی بزرگ، عظیم کیوں نہ ہو  
اپنے اندر سے اسے دودھ سے مٹی کی طرح نکال کر پھینک دو۔

(وصایا شریف صفحہ 13 از مولانا حسین رضا)